آیت تطہیر اور امامت سیدنا علی المرتضیٰؓ

قاضی محمد طاہر علی الہاشمی

انما یرید اللّٰہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیراo (سورۃ الاحزاب آیت ۳۳)

ماسوا اس کے نہیں کہ اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے کہ اے اہل بیت (نبوت) وہ تم سے ہر قسم کی ناپاکی کو دور رکھے اور تمھیں ایسا پاک رکھے جیسا کہ پاک رکھنے کا حق ہے۔

تفسیر صافی ص ۴۰۵ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت آنحضرتؐ، علی بن ابی طالبؓ، فاطمہؓ، امام حسنؓ اور حسینؓ کی شان میں نازل ہوئی اور یہ واقعہ جناب ام سلمہؓ آنحضرتؐ کی زوجہ محترمہ کے گھر میں ہوا۔ آنحضرتؐ نے حضرت علی و فاطمہ وحسن وحسین علیہم السلام کو بلایا اور ان پر اپنی چادر اوڑھا دی اور آپ خود بھی اس میں داخل ہوگئے۔ پھر فرمایا: اے میرے اللہ یہ ہیں میرے اہل بیت جن کے بارے میں تو نے میرے ساتھ وہ وعدہ کیا جو تو نے کیا۔ یا اللہ! تو ان سے رجس کو دور رکھ اور ان کو پاک رکھ جیسا کہ پاک رکھنے کا حق ہے۔

اس پر ام سلمہؓ بولیں یا رسول اللہ! کیا میں بھی ان میں شامل ہوسکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا: اے ام سلمہؓ! نہیں۔ خوش خبری ہو کہ تو نیکی پر ہے۔

اور امام حسین علیہ السلام کے پوتے حضرت زید بن علی زین العابدین فرماتے ہیں کہ:

''لوگوں کی اس سے بڑھ کر جہالت کیا ہوگی؟ کہ وہ گمان کرتے ہیں کہ آیت تطہیر سے اللہ تعالیٰ نے ازواج رسول کی طہارت کا ارادہ کیا تھا۔ وہ جھوٹے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کا ارادہ ازواج رسول کی طہارت کا ہوتا تو یوں فرماتا: ''لیذھب عنکن الرجس و یطھرکن تطھیراً'' اور یہ کلام مؤنث کے صیغوں سے ہوتا جیسا کہ سابق میں مؤنث کے صیغے استعمال کیے اور فرمایا: وقرن فی بیوتکن.............''

(القرآن المبین۔ تفسیر المتقین ص ۵۴۷ ترجمہ وتفسیر از امداد حسین کاظمی حمایت اہل بیت وقف لاہور)

سید فرمان دہلوی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

اس پر تو تمام علماء کا اتفاق ہے اور سنیوں اور شیعوں میں سے کوئی اس کا مخالف نہیں کہ اہل بیت رسول حضرت

علیؑ، جناب فاطمہ الزہراؑ، امام حسنؑ اور امام حسینؑ ہیں۔ اور اس میں بھی شک نہیں کہ یہ آیت ان ہی بزرگواروں کے بارے میں نازل ہوئی۔ مگر بعض حضرات اہل سنت کا خیال ہے کہ اس میں ازواج بھی شامل ہیں اور مدح وثناء اور اہل بیت میں داخل ہیں لیکن یہ خیال چند وجوہ سے بالکل غلط ہے۔

۱۔ اگر ازواج مقصود ہوتیں تو جس طرح ماقبل ومابعد کی آیت میں ضمیر جمع مؤنث حاضر تھی اس میں بھی باقی رہتی بلکہ اگر

۲۔ اس آیت کو درمیان سے نکال لو اور ماقبل ومابعد کو ملا کر پڑھو تو کوئی خرابی نہیں ہوتی بلکہ اور ربط بڑھ جاتا ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت اس مقام کی نہیں بلکہ خواہ مخواہ کسی خاص غرض سے داخل کی گئی ہے۔

۳۔ اگر ازواج نبی بھی شامل ہوتیں تو ان کی تعداد نو تھی اور ان حضرات کی چار۔ ان میں بھی ایک عورت ہی ہیں پس مجموعاً تیرہ ہوئے۔ دس عورتیں اور تین مرد۔ پھر بھی غلبہ عورتوں ہی کا رہا۔ اس حالت میں بھی ضمیر وصیغہ مؤنث ہی لانا ضروری تھا نہ مذکر۔

۴۔ زید بن ارقم کا قول ہے کہ ازواج اہل بیت نہیں ہیں کیونکہ یہ تو آج ہیں کل طلاق دی، الگ ہوئیں۔ بلکہ وہ لوگ مراد ہیں جن پر خدا نے صدقہ حرام کیا ہے۔

۵۔ اگر ازواج بھی شامل ہوتیں تو جس وقت حضرت ام سلمہؓ نے جن کے گھر میں یہ آیت نازل ہوئی اور وہ خود نہایت ممدوح اور پکی ایمان دار بیوی تھیں جب چادر کا کونہ اٹھا کر ان میں داخل ہونا چاہا تو حضرت رسولؐ نے کونہ ہاتھ سے کھینچ لیا اور صاف صاف کہہ دیا کہ تم نیکی پر ہو مگر اہل بیت میں شامل نہیں۔ بلکہ ازواج میں ہو......اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ اس کے بعد مدتوں ہر نماز کے وقت حضرت رسول، حضرت علیؑ کے مکان کے پاس آتے تو چوکھٹ تھام کر فرماتے ''**السلام علیکم اھل البیت**'' دیکھو

(تفسیر درمنثور ملا جلال الدین سیوطی جلد۵ ص ۱۹۸۔۱۹۹)

(القرآن الحکیم ترجمہ وتفسیر از سید فرمان علی ص ۵۰۵، ۵۵۰، ۵۶۰۔ مطبوعہ چاند کمپنی کشمیری بازار لاہور)

مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد شفیع صاحبؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

اس آیت سے پہلے اور بعد میں دونوں جگہ **نسآء النبی** کے عنوان سے خطاب اور ان کے لیے صیغے مؤنث کے استعمال فرمائے گئے ہیں۔ سابقہ آیات میں ''**فلا تخضعن بالقول**'' سے آخر تک سب صیغے جمع مؤنث کے استعمال ہوئے ہیں اور آگے پھر ''**واذکرن ما یتلیٰ**'' میں بصیغۂ تانیث خطاب ہوا ہے۔ اس درمیانی آیت کو سیاق وسباق سے کاٹ کر بصیغہ مذکر ''**عنکم**'' اور ''**یطھرکم**'' فرمانا بھی اس پر شاہد قوی ہے کہ اس میں صرف ازواج ہی داخل نہیں کچھ رجال بھی ہیں۔ (معارف القران جلد ۷ ص ۱۴۰ مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی ۱۴)

اہل تشیع آیت تطہیر سے اس طرح استدلال کرتے ہیں کہ:

یہ آیت حضرات علیؓ، فاطمہؓ، حسنؓ اور حسینؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یہ آیت ان کی عصمت پر دلالت کرتی ہے۔ یہ چاروں معصوم ہیں اور امامت میں عصمت شرط ہے لہٰذا معصوم ہی امام بن سکتا ہے۔

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اہل تشیع کے دونوں دعوے باطل ہیں کہ یہ آیت آل کساء کی شان میں نازل ہوئی ہے اور اس سے ان کے مزعومہ ائمہ کی عصمت ثابت ہوتی ہے اہل تشیع نے قرآن کریم میں لفظی ومعنوی تحریفات کی جو زبردست مہم چلا رکھی ہے اس کی ایک اہم اور نمایاں مثال زیر بحث آیت بھی ہے جس کے سیاق وسباق کو نظر انداز کر کے اور اس کا بھی صرف ایک ٹکڑا لے کر تفسیری فریب دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سورۃ احزاب کا چوتھا رکوع (آیات ۲۸ تا ۳۴) ازواج مطہرات کے بارے میں نازل فرمایا ہے۔ اس رکوع میں امہات المؤمنین کے لئے آداب، احکام، ان کے فرائض اور ان کے شرف وفضل کو بیان کیا گیا ہے۔ آیت نمبر ۳۳ میں اہل البیت اور تطہیر کے الفاظ وارد ہوئے ہیں جس کی بناء پر اسے آیت تطہیر کا نام دے دیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ پوری آیت نہیں ہے۔ آیت کے آخری حصے کو علیحدہ فرض کر کے یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اس کا ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ چارتن اور آل کساء کی شان میں نازل ہوا ہے اور اہل البیت سے یہی حضرات مراد ہیں۔

نیز یہ حصہ غیر مربوط اور کسی دوسرے مقام کا ہے جسے قرآن میں تحریف کر کے خود غرضی کی وجہ سے یہاں جوڑ دیا گیا ہے۔ اگر اس آیت کو درمیان سے نکال کر ماقبل ومابعد کو ملا کر پڑھا جائے تو ربط اور بڑھ جاتا ہے۔

مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ شیعہ مترجم سید فرمان علی کے جواب میں لکھتے ہیں کہ:

قرآن کریم کی اس نص قطعی سے ثابت ہوتا ہے کہ ازواج مطہرات اہل بیت بھی ہیں اور فیصلہ خداوندی کے مطابق پاک اور مطہر بھی۔

مترجم اور ان کے ہم عقیدہ لوگوں کو اہل بیت سے عداوت اور اللہ تعالیٰ کے اس قطعی فیصلہ سے انحراف ہے۔ وہ اس آیت کی کوئی ایسی تاویل بھی نہیں کر سکتے جس کے ذریعے آیت تطہیر کا روئے سخن ازواج مطہرات سے ہٹا کر کسی اور کی طرف پھیرا جا سکے۔ اس لئے کہ ماقبل ومابعد میں خطاب ازواج مطہرات ہی سے چلا آ رہا ہے اور یہ ناممکن ہے کہ درمیان کا ٹکڑا کسی اور سے متعلق قرار دے دیا جائے۔

جناب مترجم نے اس مشکل کا حل یہ نکالا ہے کہ یہاں قرآن میں تحریف کر دی گئی ہے۔ آیت کا یہ ٹکڑا کسی اور جگہ

کا تھا جسے (نعوذ باللہ) خود غرضی کی وجہ سے یہاں جڑ دیا گیا ہے۔

(شیعہ سنی اختلافات اور صراط مستقیم ص ۴۸۷ مکتبہ بینات علامہ بنوری ٹاؤن کراچی)

جیسا کہ اوپر بتایا جا چکا ہے کہ سورۃ احزاب کا چوتھا رکوع کل سات آیات پر مشتمل ہے اور اول سے آخر تک ازواج مطہرات ہی کے بارے میں ہے۔ ان (۲۸ تا ۳۴) سات آیتوں میں ازواج مطہرات کے لئے ستائیس مرتبہ مؤنث کے صیغے اور ضمیریں استعمال ہوئیں، دو مرتبہ ''یٰنسآء النبی'' اور ایک مرتبہ ''قل لازواجک'' کہا گیا تو اس طرح اس رکوع میں کل تیس مرتبہ بتکرار مؤنث کے صیغے استعمال ہوئے۔

اس کے برعکس پورے رکوع میں صرف دو مرتبہ مذکر کی ضمیریں (عنکم ، یطھرکم) استعمال ہوئیں اہل تشیع نے تو قصداً مذکر کی ضمیروں کے استعمال سے استدلال کرتے ہوئے حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو ''اہل بیت'' کا مصداق ٹھہرایا جب کہ ان کا یہ استدلال بالکل لغو اور باطل ہے۔ کلام عرب میں اگر مخاطب صرف عورتیں ہوں تو اظہار عظمت یا اظہار محبت کے طور پر مذکر کے صیغے استعمال ہوتے ہیں۔ لیکن یہاں ''عنکم'' اور ''لیطھرکم'' میں جو جمع مذکر کی ضمیریں آئی ہیں تو وہ محض لفظ ''اھل'' کی رعایت سے آئی ہیں ''اھل'' چونکہ مذکر ہے اس لیے اس کی رعایت سے ہمیشہ مذکر کا صیغہ ہی لانا پڑے گا۔

چنانچہ قرآن مجید، حدیث اور کلام عرب میں جہاں بھی لفظ ''اھل'' استعمال ہوا ہے تو وہاں جمع مذکر ہی کی ضمیریں یا صیغہ لایا گیا ہے۔ خواہ مخاطب واحد ہو، تثنیہ ہو، جمع ہو، مذکر ہو یا مؤنث ہو لفظ ''اھل'' کی رعایت سے ہمیشہ جمع مذکر ہی کی ضمیر یا صیغہ استعمال ہوگا۔

لفظ ''اھل'' کی رعایت سے مذکر کے صیغوں کے استعمال کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

۱۔ وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى اِذْ رَاٰنَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْا (طٰہٰ ۹، ۱۰)

یہاں اھل سے مراد حضرت موسیٰؑ کی بیوی ہے لیکن ان کے لیے ''امکثوا'' جمع مذکر کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔

۲۔ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖۤ اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا سَاٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِیْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝ (النمل آیت ۷)

یہاں بھی لفظ ''اھل'' کی رعایت سے تین بار ''سَاٰتِیْکُمْ ، اَوْاٰتِیْکُمْ ، تصطلون'' مذکر کے صیغے استعمال ہوئے ہیں۔

۳۔ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْۤ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝ (القصص آیت ۲۹)

اس آیت میں بھی ''اھل'' کی رعایت سے خود حضرت موسیٰؑ کی زبان سے ان کی بیوی کے لیے جمع مذکر کے تین صیغے ''امکثوا، اٰتیکم، تصطلون'' آئے ہیں۔

۴۔ قَالُوْا اَتَعجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ (سورہ ھود۔ آیت ۷۳)

اس آیت میں فرشتے حضرت ابراہیمؑ کی بیوی سیدہ سارہ سے مخاطب ہیں اور واحد مؤنث حاضر کے صیغے سے مخاطب کر کے کہتے ہیں ''اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ'' کیا تو اللہ کے حکم میں تعجب کرتی ہے؟ لیکن اس کے ساتھ ہی اس جملے میں جب لفظ ''اھل بیت'' سے مخاطب کرتے ہیں تو اسی وقت صیغہ بدل جاتا ہے ''رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ''۔ عَلَیْکِ نہیں فرمایا بلکہ مؤنث کے لیے لفظ ''اھل'' کی وجہ سے جمع مذکر کی ضمیر ہی استعمال کی ہے۔

۵۔ فَقَالَتْ ھَلْ اَدُلُّکُمْ عَلٰی اَھْلِ بَیْتٍ یَّکْفُلُوْنَہٗ لَکُمْ وَھُمْ لَہٗ نَاصِحُوْنَo (القصص آیت ۱۲)

اس آیت میں اہل بیت سے عمران کی بیوی (ام موسیٰ) مراد ہیں لیکن ان کے لیے ''اھـــــل'' کی رعایت سے ''یکفلون، ھم'' جمع مذکر کے صیغے استعمال ہوئے ہیں۔

۶۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًاo (الاحزاب آیت ۳۳)

اسی طرح زیر بحث آیت میں بھی ''اہل بیت'' سے مراد ازواج مطہرات ہیں لیکن لفظ ''اھـل'' کی رعایت سے ''عنکم، یطھّرکم'' جمع مذکر کے صیغے سے مخاطب کیا گیا ہے۔

۷۔ قرآن مجید میں تو ''اھل'' کے ذکر کے بغیر بھی مؤنث کے لیے جمع مذکر کا صیغہ آیا ہے۔ ''اِنَّکِ کُنْتِ مِنَ الْخَاطِئِیْنَo'' اس آیت میں ''خاطئین'' جمع مذکر ہے جو زلیخا کے لیے استعمال ہوا ہے۔

۸۔ آنحضرتؐ سیدہ زینب بنت جحشؓ کے ساتھ شادی کے بعد سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے گھر تشریف لائے تو فرمایا: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ فَقَالَتْ وَعَلَیْکَ السَّلَام'' (صحیح بخاری۔ کتاب التفسیر جلد دوم ص ۸۹۲)

اس حدیث میں بھی ''اھل'' کی رعایت سے جمع مذکر کا صیغہ آیا ہے۔

۹۔ جب بعض ازواج نے نبی اکرمؐ سے دریافت کیا کہ ہم میں سے آپؐ کی رحلت کے بعد سب سے پہلے کون سی زوجہ آپؐ سے ملے گی؟ تو آپؐ نے فرمایا جس کا ہاتھ سب سے لمبا ہوگا۔ ''فاخذوا قصبۃ یذرعونھا'' تو انہوں نے ایک لکڑی سے اپنے ہاتھوں کو ناپنا شروع کر دیا۔ (صحیح بخاری جلد اول ص ۱۹۱)

یہاں بھی بغیر لفظ ''اھل'' کے جمع مذکر کے صیغے ''فاخذوا، یذرعون'' استعمال ہوئے ہیں حالانکہ ''اخذن، یذرعن'' ہونا چاہیے تھا بلکہ اسی حدیث میں ان ازواج مطہراتؓ نے سوال میں بھی ''ایّتنا'' کے بجائے ''ایّنا'' کہا ہے۔

۱۰۔امام شافعی کی طرف منسوب اشعار:

يا اهل بيت رسول الله حبّكم	فرض مّن الله فى القراٰن انزله

كفاكم من عظيم القدر انّكم	من لم يصلّ عليكم لاصلوٰة له

ترجمہ: ''اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت تمہاری محبت اللہ کی طرف سے فرض کی گئی ہے جس کو اللہ نے قرآن میں نازل کیا ہے۔تمہاری عظمتِ قدر کے لیے یہی کافی ہے کہ جو تم پر درود نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔''

یہاں بھی لفظ ''اھل'' کی رعایت سے جمع مذکر کی ضمیر چار مرتبہ آئی ہے۔

الغرض قرآن مجید، حدیث اور کلام عرب سے پیش کردہ مذکورہ بالا ناقابل تردید دلائل سے یہ ثابت ہوگیا ہے کہ عورتوں کو اظہارِ عظمت ومحبت کے طور پر لفظ ''اھل'' کے بغیر بھی مذکر کے صیغے سے مخاطب کیا جاسکتا ہے۔لیکن جہاں لفظ ''اھل'' ہوگا تو وہاں اس کی رعایت سے ہمیشہ جمع مذکر ہی کا صیغہ آئے گا خواہ مخاطب واحد ہو، تثنیہ ہو، جمع ہو، مذکر ہو یا مؤنث ہو۔

نیز اس تفصیل سے یہ بات بھی واضح ہوگئی ہے کہ ''اہل بیت'' کی ترکیب پورے قرآن مجید میں تین مرتبہ آئی ہے اور تینوں مقامات پر مخاطب عورتیں ہی ہیں اور ان مواقع پر بھی لفظ ''اھـــل'' کی رعایت سے جمع مذکر کے صیغے آئے ہیں۔اسی سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی ہے کہ اصطلاح ''اہل بیت'' کی حقیقی مصداق از روئے قرآن صرف ازواج مطہراتؓ ہی ہیں۔

اہل تشیع نے ازواج مطہرات کو آیت تطہیر سے خارج کرنے کے لیے اہل بیت کو صرف چارتن میں محدود کیا پھر بعد میں ان نو افراد کو بھی شامل کرلیا جو بیسیوں برس بعد پیدا ہوئے۔ان میں ایک ایسی شخصیت بھی شامل ہے جو بقول ان کے ۲۵۶ھ میں پیدا ہوئی اور ۲۶۱ھ میں بعمر پانچ سال عالم غیب میں تشریف لے گئی۔

علاوہ ازیں انہوں نے زیر بحث آیت کے الفاظ **''ليذهب عنكم الرجس ...... ويطهركم تطهيرا''** سے عصمت ائمہ کا عقیدہ بھی کشید کیا ہے۔جب کہ یہ الفاظ ہرگز عصمت پر دلالت نہیں کرتے۔

پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ یہ ''حکم'' مکلّفین کے لیے ہے نابالغوں کے لیے نہیں لہٰذا چار میں سے دو یعنی حضرات حسنینؓ تو اس کے تحت آ ہی نہیں سکتے، ان کی پیدائش مشہور قول کے مطابق ۳ھ اور ۴ھ میں ہوئی (تحقیقی قول کے مطابق حضرت حسنؓ ۷ھ میں اور حضرت حسینؓ ۹ھ میں پیدا ہوئے) اور وہ نزول آیت کے وقت مشہور عام قول کے مطابق بھی چھے اور سات سال کے بچے تھے۔اس عمر کا بچہ غیر مکلّف ہے جسے پاک کرنے کا کوئی مطلب ہی نہ ہوا۔اگر آیت تطہیر اور حدیث کساء کے تحت یہ چاروں حضرات معصوم عن الخطاء ہیں تو پھر سوال یہ ہے کہ انہیں یہ مرتبہ چادر کی برکت سے حاصل ہوا یا نبی اکرمؐ کی دعا سے؟

اگر چادر سے حاصل ہوا تو ازواج مطہراتؓ کے سروں پر سالہا سال تک آپؐ کی چادر پڑی رہی تو انہیں معصوم کیوں نہیں قرار دیا گیا؟

پھر یہی ردائے پیغمبرؐ آل کساء کی نسبت زیادہ اہتمام کے ساتھ حضرت عباسؓ اور ان کی اولاد پر ڈالی گئی (مشکوٰۃ مناقب اہل بیت النبیؐ) انہیں معصوم کیوں نہیں قرار دیا گیا؟

اگر یہ کہا جائے کہ ''چارتن'' کو یہ مرتبہ دعا سے حاصل ہوا پھر حضرت عباسؓ اور ان کی اولاد کو بھی اسی طرح چادر اوڑھا کر آنحضرتؐ نے ان کے لیے دعا فرمائی تو انہیں یہ مرتبہ کیوں نہیں دیا گیا؟

اے اللہ عباسؓ کو اور اس کی اولاد کو بخش دے۔ ظاہر اور باطن دونوں حالتوں میں ان کو پاک کردے اور ان دونوں کا کوئی گناہ نہ چھوڑ۔ اے اللہ عباسؓ کو اس کی اولاد میں قائم و محفوظ رکھ۔ (ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ باب مناقب اہل بیت النبیؐ)

ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں کہ:

الٰہی یہ میرا چچا ہے اور میرے والد کی جا بجا ہے ''وھؤلاء اھل بیتی استرھم من النار کستری ایاھم بملائی ھذا'' اور یہ میرے اہل بیت ہیں انہیں آگ سے یوں محفوظ رکھنا جیسے میں نے انہیں اپنی چادر میں چھپالیا ہے۔ (حوالہ مذکور)

نیز اردو دائرہ معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور جلد سوم ص ۶۷۵ پر بھی اسی طرح کی روایت موجود ہے۔

اس سے یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ کی قبولیت دعا کا تعلق اللہ تعالیٰ کی بجائے سبائیوں سے ہے جس کے حق میں یہ قبول کریں وہ تو معصوم اور اہل بیت کا مصداق ہوجائے اور جس دعا کو یہ رد کردیں تو وہ ہمیشہ غیر معصوم اور خارج از اہل بیت ہوجائیں۔ اگر حدیث کساء کی رو سے چارتن میں سے صرف دو تن (حضرات حسنینؓ) کی اولاد تا قیامت اہل بیت میں شامل ہے تو حضرت عباسؓ کی اولاد پر اس کا اطلاق کیوں نہیں ہوسکتا؟

آل کساء کے لیے تو آنحضرتؐ نے از خود دعا فرمائی تو وہ معصوم ہوگئے جب کہ قرآن مجید میں جا بجا آپؐ کو سب صحابہ کرامؓ کے لیے دعائے استغفار اور دعائے رحمت کا حکم دیا گیا ہے جس کی یقیناً آپؐ نے تعمیل فرمائی تو کیا وجہ ہے کہ انہیں معصوم قرار دینا تو درکنار انہیں مرحوم و مغفور بھی تسلیم نہیں کیا گیا؟

پھر ایک سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ چارتن نبی اکرمؐ کی دعائے تطہیر سے پہلے ہی معصوم تھے یا بعد میں ہوئے؟ دوسری شق کو تو اہل تشیع بھی تسلیم نہیں کرتے کیونکہ ان کے نزدیک ان کے ائمہ ولادت کے وقت سے ہی معصوم ہوتے ہیں۔

اگر یہ حضرات پہلے ہی معصوم تھے پھر ان کے لیے دعا کی ضرورت ہی کیا تھی؟ آیت تطہیر کے الفاظ ''یرید

،لیـذھب ،یـطھّـر'' فعل مضارع کے صیغے ہیں اگر بفرض محال ''اذھاب رجس اور تطہیر'' کے الفاظ سے معصوم ہونا ثابت ہوتو وہ آیت کے نازل ہونے کے بعد ہوگا تو اس طرح اہل تشیع کا اپنے ائمہ کے بارے میں پیدائشی عصمت کا عقیدہ باطل ہوجائے گا۔

یہاں جواباً یہ نہیں کہا جاسکتا کہ صحابہ کرامؓ سے جب اللہ تعالیٰ راضی ہوچکے ہیں تو ان کے لیے دعائیہ جملہ ''رضی اللّٰہ عنھم'' کیوں استعمال کیا جاتا ہے؟ کیونکہ دعا سے بعض اوقات تعظیم کا اظہار مقصود ہوتا ہے اور ایسے دعائیہ جملوں کے لیے فعل ماضی کا صیغہ استعمال ہوتا ہے جب کہ حدیث کساء والی دعائے تطہیر میں فعل امر کا صیغہ ہے۔

نیز صحابہ کرامؓ سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی عملی تعبیر قیامت کے دن عالم آخرت میں سامنے آئے گی لہٰذا ان کے لیے دعائیہ جملہ ''رضی اللّٰہ عنھم'' درست ہے۔ لیکن ایسا نہیں ہوسکتا کہ ان حضرات کے جنت میں داخل ہونے کے بعد بھی ان کے لیے یہ دعا کی جائے کہ اللہ تو ان سے راضی ہوجا کیونکہ یہ تحصیل حاصل ہے۔

اسی طرح اگر چارتن پیدائشی طور پر معصوم ہیں تو ان کے لیے دعائے تطہیر تحصیل حاصل ہونے کی وجہ سے سراسر بے معنی ہوگی۔ اگر آیت کے الفاظ ''لیذھب عنکم الرجس .....یطھّر کم تطھیرا'' سے معصوم ہونا مراد لیا جائے تو قرآن نے یہی الفاظ صحابہ کرامؓ کے لیے بھی استعمال کیے ہیں بالخصوص اصحاب بدر کے لیے:

''لِیُطَھِّرَکُمْ بِہٖ وَیُذْھِبَ عَنْکُمْ رِجْزَ الشَّیْطٰنِ'' (الانفال آیت ۱۱)

اور ''وَلٰکِنْ یُّرِیْدُ لِیُطَھِّرَکُمْ وَلِیُتِمَّ نِعْمَتَہٗ عَلَیْکُمْ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ٥ (المائدہ آیت ۶)

صحابہؓ کے لیے محض ''اذھاب رجس'' اور ''تطہیر'' ہی کا اعلان نہیں ہوا بلکہ ''اتمام نعمت'' کا بھی ذکر کیا گیا ہے جو ایک جامع کلمہ ہے اور تمام انعام باری کو شامل ہے۔ مگر اس کے باوجود ان کی عصمت کا اعتقاد نہیں رکھا جاتا۔

اگر آیت تطہیر سے مراد عصمت ہے تو لازم آئے گا کہ وہ تمام حضرات معصوم قرار دیے جائیں جن پر ''اہل بیت'' کا اطلاق لغتاً، عرفاً وشرعاً ہوسکتا ہے اور وہ ازواج مطہراتؓ، اولاد رسولؐ، آل عباسؓ، آل جعفرؓ، آل عقیلؓ اور آل علیؓ ہیں۔ مگر ان کی عصمت کا کوئی مسلمان بھی قائل نہیں ہے۔

آیت تطہیر میں ''عـنـکـم.....یـطـھّـر کـم'' سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آیت کے مخاطب صرف وہ حضرات ہیں جو نزول آیت کے وقت موجود تھے اور اہل تشیع نے بھی چارتن کو اس آیت کا مصداق قرار دیا ہے۔ لیکن جو لوگ (بالخصوص باقی نو امام) اس وقت پیدا ہی نہیں ہوئے تھے تو ان پر اس آیت کا اطلاق کیونکر کیا جاسکتا ہے؟

اگر آیت تطہیر اور حدیث کساء کا مصداق صرف چارتن ہی ہوں تو پھر یہی حضرات معصوم قرار پائیں گے۔ باقی

نو امام کس کی چادر تطہیر میں آئے ہیں؟

اگر چادر میں آنے کی وجہ سے چارتن ہی معصوم ہیں تو پھر عصمت کا دائرہ بڑھاتے ہوئے صرف حضرت حسینؓ کی اولاد در اولاد سے انتخاب کر کے نو افراد کو منصب امامت پر کیوں فائز کیا گیا؟

چادر تطہیر میں شامل دوسرے بزرگ حضرت حسنؓ کی اولاد اس شرف سے کیوں محروم قرار دی گئی؟ یہ کس قدر ستم ظریفی ہے کہ حضرت حسنؓ کی اولاد میں سے تو کوئی ایک فرد بھی نہ امامت کے درجے پر فائز ہوسکا اور نہ ہی معصوم کہلا سکا۔ جب کہ چھوٹے بھائی کی اولاد میں سے ہی نو افراد یکے بعد دیگرے معصوم قرار دے دیے گئے۔

حضرات حسنینؓ کے بعد چارتن میں سے دو بزرگ باقی رہ گئے: سیدہ فاطمہؓ اور حضرت علیؓ۔ چادر تطہیر میں چاروں بزرگ برابر کے شریک ہیں لیکن حضرت فاطمہؓ کی دختری اولاد اور حضرت علیؓ کی غیر فاطمی اولاد کو اہل بیت کی اصطلاح ہی سے خارج کر دیا گیا۔ حالانکہ چادر کا جو اثر حضرات حسنینؓ پر مرتب ہوا وہ حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ پر بھی ہونا چاہیے تھا۔ گویا یہ چادر نبیؐ کی نہیں تھی بلکہ سبائیوں کی تھی وہ جن کے بارے میں چاہتے چادر اپنا فیض ظاہر کر دیتی اور جن کے بارے میں نہ چاہتے تو چادر اپنا فیض روک لیتی۔ بہر حال اہل تشیع کا آیت تطہیر سے ائمہ کی امامت اور ان کی عصمت پر استدلال بالکل غلط اور باطل ہے۔

زیر بحث آیت کی مزید اور مکمل تفصیل جاننے کے خواہش مند قارئین راقم الحروف کی کتاب ''اہل بیت رسولؐ کون؟'' کی طرف مراجعت فرمائیں۔

☆☆☆

علماء حق کا ترجمان
المیزان
ناشران وتاجرانِ کتب
دینی، تاریخی، سیاسی، ادبی اور اصلاحی کتابوں کا معیاری ادارہ
دینی مدارس کے طلباء کے لیے وفاق المدارس کا تمام نصاب سب سے زیادہ رعایتی قیمت پر
الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-37122981-37217262